QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

تصوف اور روحانیت: علامہ اقبال کے فلسفۂ خودی اور عشق کی روشنی میں

Sufism and Spirituality: In the Light of Allama Iqbal's Philosophy of Khudi and Ishq

* ***Ayesha Bibi***
  MPhil Scholar, Department of Islamic Banking and Finance, Minhaj University, Lahore, Pakistan.
  Email: ayeshaminhajians@gmail.com
* ***Hafiz Hammad Ahmad***
  MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
  Email: hammadsani99@gmail.com
* ***Najeebullah***
  MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore, Pakistan.
  Email: memonnajeebullah11@gmail.com

Abstract

This research article explores the philosophical and mystical concepts of Tasawwuf (Sufism) as reflected in Allama Muhammad Iqbal's literary and philosophical works. The study critically analyzes how Iqbal reinterprets classical Sufi ideas, such as selfhood (khudi), divine love (ishq), intellect ('aql), spiritual freedom, and the human ego's ascent, within the framework of modern Islamic thought. Emphasis is placed on Iqbal's harmonization of spiritual intuition with dynamic action, portraying Sufism not as mere ritualistic practice but as a transformative force that cultivates moral, ethical, and intellectual dimensions of human life. The research highlights how Iqbal revives the essence of Tasawwuf by advocating for active engagement with society while maintaining inner purification and self-realization. The study also situates Iqbal's thought in the broader discourse of Islamic mysticism and contemporary relevance, demonstrating how his reinterpretation of Sufi concepts offers a revitalizing intellectual foundation for modern Muslim societies. This work underscores that Iqbal's vision of Sufism is holistic, combining ethical refinement, spiritual depth, and practical action to develop an ideal human personality capable of navigating both temporal and spiritual challenges.

Key Words: Iqbal's Philosophy, Tasawwuf ,Sufism, Islamic Mysticism, Spiritual Reconstruction, Mystical Concepts in Iqbal

اللہ تعالی نے انسان کو روح اور جسم کے دو مختلف عناصر کا مجموعہ بنا کر اسکی سرشت میں فطری طور پر دونوں قسم کی ضرورت کا داعیہ رکھ دیا ہے جسطرح جسم کی بقاء و سلامتی کے لئے مادی ضروریات کا حصول ضروری ہے اسی طرح روح بھی ایک مخصوص خوراک اور ماحول کا تقاضا کرتی ہے ۔جسمانی طہارت و پاکیزگی کے لئے انسان کو شریعت کا مکلف ٹھہرایا گیا ہے جبکہ روحانی بالیدگی و بقاکے لئے طریقت کی راہ کو اختیار کیا جاتا ہے جسے تصوف کا نام دیا گیا ہے۔ تصوف کا مقصد انسان کو اخلاقی اور روحانی طور پر اس قدر مضبوط کر دینا ہے کہ اس کا تعلق اپنے خالق و مالک سے بحال بلکہ مستحکم ہو جائے۔ اسلامی تاریخ میں صوفی کرام کی زندگیاں ضبط نفس، اطاعت اور اتباع شعاری کا کامل و اکمل نمونہ پیش کرتی ہیں۔ علامہ اقبال نے صوفیا کرام کی انہیں تعلیمات کو سہراہا ہے۔اور جن لوگوں نے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

روحانیت کو غیر اسلامی کہا ان سے بیزاری کا بھی اظہار کیا۔ مقالہ ھذا میں علامہ اقبال کے تصورات تصوف کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ کیفیت نصیب ہو کہ

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر(1)

در حقیقت تصوف نہ تو جمود تعطل کا نام ہے نہ محض کسی سلسلۂ طریقت سے منسلک ہو جانے اور بزرگوں کے عرس منانے کا۔ تمام غلط فہمیاں اور منفی خیالات روح تصوف کو نہ سمجھ سکنے کے باعث پیدا ہوئے۔ تصوف کو غاروں اور جنگلوں میں ذکر و فکر تک محدود کر دینا اس فلسفہ روحانیت کی غلط تعبیر ہے۔ دراصل تصوف ایک ایسا جامع ہمہ گیر تصور حیات ہے جو اپنے مقاصد کے اعتبار سے معراج حیات ہے یہ فلسفہ جب کسی کی ذات میں عملاً متحقق ہو جائے تو اسے عروج و کمال سے ہمکنار کر دیتا ہے۔

تصوف، صوف اور صوفی میں جو مناسبت ہے اس کے بارے میں ڈاکٹر ابو سعید نور الدین تحریر فرماتے ہیں۔ ''صوف'' کا لباس ''فقر'' کی علامت اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز کی نشانی ہے مختلف روایات سے پتا چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام بھی بعض اوقات ''صوف'' کا لباس پہنتے تھے۔ جس سے ان کا مقصد فقر اور بے نیازی کا اظہار تھا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ''تم صوف کا لباس اختیار کرو اپنے دلوں میں ایمان کی مٹھاس پاؤ گے۔ ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے ہے'' نبی کریم ﷺ صوف کا لباس پہنا کرتے تھے۔(2)

شاعر مشرق حکیم الامت علامہ اقبالؒ کا شمار بھی علمی اور عملی حوالے سے عظیم صوفیاء میں ہوتا ہے۔ ان کی عملی زندگی میں تصوف کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے وہ فلسفی، صوفی، اور مرد قلندر تھے اور جذب و جنون کا خاص رنگ ان پر غالب تھا۔

علامہ اقبال نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں تصوف کے ماخذ کے بارے میں اپنے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے دوسری صدی ہجری کے اواخر اور تیسری صدی ہجری کے نصف اوّل کی اسلامی تاریخ کا تجزیہ اس دور کے سیاسی اجتماعی اور فکری پس منظر میں کیا ہے کیونکہ یہی وہ زمانہ تھا جب صحیح مفہوم میں تصوف کا آغاز ہو رہا تھا۔

تاریخ تصوف اور اسلام کا عمیق مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تیسری صدی ہجری کے آغاز سے تصوف نے علمی حیثیت سے کوئی باقاعدہ اور منظم شکل اختیار نہیں کی تھی۔ اور اوائل اسلام میں تصوف زیادہ تر زہد و تقویٰ کی صورت میں موجود تھا لیکن جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا گیا زہد و تقویٰ کی شکل بدلتی گئی۔ مقامات اور احوال اسلام کے عقائد اور اعمال میں سے ہے یہ صحیح ہے کہ اوائل اسلام میں ان کا کوئی علمی تجزیہ یا کوئی منطقی ترتیب عمل میں نہیں آئی تھی۔ بلکہ یہ کام بعد میں صوفیاء کرام کی کوششوں سے انجام پایا اور علم ''تصوف'' نام پایا۔(3)

---

(1) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص:۳۸۱

(2) ڈاکٹر ابو سعید نور الدین، اسلامی تصوف اور اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۵، ص:۳۹

(3) ڈاکٹر ابو سعید نور الدین، اسلامی تصوف اور اقبال، ص:۴۸

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اقبال کامسلک تصوف

اقبال کے ہاں تصوف کی ضرورت حصول کرامت کے لئے نہیں بلکہ تعمیر اخلاق کے لئے ہے اور وہ "تصوف سے "اخلاص فی العمل مراد لیتے ہیں اس ضمن میں وہ "ضرب کلیم "میں اپنی نظم "تصوف "میں فرماتے ہیں:

یہ حکمتِ ملکوتی، یہ علمِ لاہُوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سُرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں (4)

تصوف وطریقت سے مراد فقر

تصوف وطریقت کے سلسلے میں یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں طریقت یاتصوف کی گزشتہ صفحے میں دی گئی تعریف کو فقر کے نام سے یاد کیا ہے اور اس اس مسلک کے علمبردار کو فقیر کہا گیا ہے۔ مگر اقبال کر نزدیک یہ وہ فقر ہے جو اقوام کو دلگیری اور افسردگی کے بجائے جہاں گیری کے آداب سکھاتا ہے جس میں ضعف وناتوانائی کے بجائے "قوت "اور عجز و نیاز کے بجائے "بے نیازی "کی شان ہے اقبال اس ضمن میں فرماتے ہیں:

ہِمّت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی
اُس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شانِ بے نیازی (5)

علامہ اقبال کے نزدیک فقر یادرویشی اور درویشانہ زندگی نبیؐ کی میراث اور سنت ہے نبی کریم ﷺ کا قول ہے کہ "الفقر فخری "یعنی فقر میرے لیے وجہ افتخار ہے۔ (6)

اقبال کے نزدیک فقر خود شناسی کا پیغامبر ہے اور فرد و ملت کو اپنی حقیقت سے آشنا ہونے کی تلقین کرتا ہے علامہ نے اپنے فلسفہ زندگی کا محور و مرکز خودی اور عشق کو قرار دیا ہے فقر ان دونوں خصوصیات کا حامل ہے۔

اقبال کے نزدیک فقر میں وہ خوبیاں بیان ہیں جن پر فرزندان توحید نے اسلام میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ انہوں نے بہت سے علاقوں کو بغیر یورش کے اپنے اخلاص و عمل سے فتح کیا یہی وجہ ہے کہ اقبال کو فقر کی سلطنت میں کوئی امتیاز نہیں نظر آتا اور وہ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا

---

(4) علامہ اقبال، ضرب کلیم، اقبال اکادمي اکستان، ۲۰۰۲، ص:۳۱
(5) علامہ اقبال، ضرب کلیم، ص:۷۷
(6) روفیسر منور، ایقان اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۳، ص:۱۹۸

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی (7)

ایسے فقر کو چھوڑ دو جو بھوک ننگ دے خوش آئین ہے وہ فقیری جس سے شہنشاہی ملے۔

تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں

غریبی میں نگہبانی خودی کی! (8)

فقر دین کی ایسی کیفیت ہے کا نام ہے جسکے تحت انسان کسی اعلی مقصد کے لئے جدوجہد تو کرتا ہے لیکن اس کے معاوضے کا آرزو مند نہیں ہوتا۔ چاندی اور فرزند و زن میں گم ہو جانا بے گور و کفن مر جانے کے مترادف ہے۔

ہر کہ حرفِ لا الہ از بر کند

عالمے را گم بخویش اندر کند (9)

جو کوئی لا الہ کے حرف کو یاد رکھتا ہے وہ پوری کائنات اپنے اندر گم کر لیتا ہے۔ چنانچہ اقبال کے نزدیک فقر اقوام کی تقدیر بن کر ابھرتا ہے۔ علامہ اقبال کا عقیدہ ہے کہ جس قوم میں ایک بھی درویش موجود ہو وہ کبھی بٹ نہیں سکتی۔ اقبال اب درویشوں کو خلوت گزینی سے نکالنا چاہتا تھا تاکہ وہ مشاہدہ فطرت بھی کریں اور اصلاح ملت بھی۔

فقیری:

فقیری کا لفظ اسلامی فقر کی شان رکھنے کے معنٰی رکھتا ہے جسکے اجزاء عشق خدا اور رسول اللہ کی خاطر زہد و تقویٰ ترک ماسوائے اللہ ،توکل، قناعت اور تلوار (بمعنی جہاد و دفاع) وغیرہ ہیں۔ جس فقیری میں یہ چیزیں نہ ہوں وہ فقیری کہلائے گی بلکہ وہ تو سر بریزی (سر کو جھکانا) ہے حقیقی فقیری یہ ہے کہ شہنشاہی میں بھی فقیری کرے۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند

در شہنشاہی فقیری کردہ اند (10)

وہ مسلمان جنہوں نے امیری کو اختیار کیا ہے وہ شہنشاہی میں بھی فقیری کرتے ہیں۔

فقیر کا دل بھی فقیر ہوتا ہے:

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر (11)

(7) علامہ اقبال، بال جبریل، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۲، ص:۴۸

(8) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۴۰۹

(9) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۶۶۱

(10) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو،

(11) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

درویشی کا مطلب:

"فارسی میں فقر کا متبادل یا مترادف لفظ درویشی ہے اور فقیر کو درویش کہتے ہیں صوفیاء کا قول ہے کہ درویشی عشق و معرفت کا مستعار لہ ہے یعنی کسی میں عشق و معرفت ہونے کو درویشی کہتے ہیں۔

علامہ اقبال نے فقر اور درویشی پر کافی کلام کیا ہے درویشی پر لکھی ہوئی مختلف نظموں میں سے آپ کے لئے چند اشعار درج ذیل ہیں:

اے حلقہ درویشاں ! وہ مرد خدا کیسا
ہو جسکے گریباں میں ہنگامہ رستا خیز(12)

نصیبِ خِطّہ ہو یارب وہ بندہ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہوں حکیمانہ (13)

آزاد منش انسان حق تعالیٰ کے رازوں کے اپنی درویش طبعی کے باوجود جبرئیل امیں کی طرح امانت دار ہوتے ہیں مراد یہ ہے کہ جس طرح جبرئیل امیں احکامات الٰہی پوری دیانتداری کے ساتھ انبیاء کرام تک پہنچایا کرتے تھے اسی طرح یہ درویش صفت لوگ خدائے عزوجل کے احکامات تمام لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور دیانت داری کے ساتھ ان کی رہنمائی کرتے ہیں

امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی
کہ جبریل سے ہے اس کو نسبت خویشی(14)

علامہ اقبال نے فرمایا کہ درویش کا سرمایہ یقین ہے اور اسکے سامنے بادشاہ بھی جھک جاتے ہیں۔

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جسکے سامنے جھکتی ہے فغفوری (15)

شان دروشی کے متعلق علامہ فرماتے ہیں

طریقِ اہل دنیا ہے گلِہ شکوہ زمانے کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی(16)

ایضاً(ص.٦۴۵)

(12) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو،

(13) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۷۴۵

(14) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳٦٦

(15) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۸۸

(16) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:٦۴۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

علامہ اقبال نے آجکل کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج کے صوفیوں نے فقری کا مطلب خود کو ذلیل اور بے نوا ظاہر کر نا جانا ہے اور سادہ دل بندوں کو صحیح اور غلط درویش میں فرق معلوم کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

حذر اس فقر و درویشی سے ، جس نے
مسلماں کو سِکھا دی سربزیری (17)
ایضاً(ص.۷۳۱)

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے ، سلطانی بھی عیّاری(18)
ایضاً(ص.۳۷۲)

کہاں سے تو نے اے اقبالؔ سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا پادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا(19)
ایضاً(ص.۳۶۸)

درویشی:

درویش اپنے وقت کا برگزیدہ ،اسباب سے منزہ، کسی کی شکایت سے مبرا، جھگڑے فساد سے بچا ہوا کسی پر حکم اور قضانہ کرنے والا، کسی چیز کو اپنے لئے وقف نہ کرنے والا، کسی قسم کی وصیت نہ کرنے والا، طلب دینا، اور خواہش سے بچنے والا ہوتا ہے اور ایثار کرنے والا ہوتا ہے۔علامہ اقبال نے درویش صفت لوگوں کی شان میں بہت کلام فرمایا ہے بال جبریل میں فرمایا:

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر مَلکوتی
خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند
درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر میرا نہ دِلّی ، نہ صفاہاں ، نہ سمرقند
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نَے ابلہ مسجد ہوں ، نہ تہذیب کا فرزند
ہوں آتشِ نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش
میں بندہ مومن ہوں نہیں دانۂ اسپند

(17) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۷۳۱
(18) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۷۲
(19) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۶۸

پر سوز و نظر باز و نکوبیں و کم آزار
آزاد و گرفتار و تہی کیسہ و خورسند
ہر حال میں میرا دل بے قید ہے خرّم
کیا چھینے گا غنچے سے کوئی ذوقِ شکر خند! (20)

علامہ محمد اقبال کے نزدیک فقر:

ضرب کلیم میں علامہ اقبال اپنے بیٹے جاوید سے خطاب کرتے ہیں:

ہِمّت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی!
اُس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شانِ بے نیازی!
روشن اس سے خرد کی آنکھیں
بے سرمۂ بو علیؒ و رازیؒ!
یہ فقر غیور جس نے پایا
بے تیغ و سناں ہے مرد غازی!
مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری (21)

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ایک قلندر صوفی اگرچہ نادار اور قلاش بھی ہو تو پھر بھی تمام دنیا کی سلطنتیں اس کے زیر نگیں ہوتی ہیں وہ فرماتے ہیں میری وجہ شہرت میرا علم فلسفہ یا جذبہ شعر وشاعری نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر میں میرے قلندرانہ انداز مشہور ومعروف ہوگئے ہیں اور میرے یہی اوصاف میری مقبولیت کا سبب بنے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک فقیر کے سینے میں نجانے کیا کچھ چھپا ہوتا ہے کہ اس کی ایک سانس بجھی ہوئی شمع میں حرارت پیدا کر دیتی ہے۔اور اسے شمع فروزاں کی تجلیات عطا کر دیتی ہے ان کے پاس وہ کچھ ہے جو شہنشاہوں کے خزانوں میں بھی نہیں ہوتا۔اگر تم ایسی طاقت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان کی خدمت کرو۔

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے!
خِراج کی جو گدا ہو ، وہ قیصری کیا ہے!

---

(20) علامہ اقبال،کلیات اقبال اردو،ص:۳۵۷

(21) علامہ اقبال،کلیات اقبال اردو،ص:۶۰۲

بتوں سے تجھ کو امیدیں ، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!
خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مرا کیا ہے، شاعری کیا ہے! (22)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نَفَس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں
تمنّا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہی خلوت گزینوں میں (23)

ایضاً(ص۔۱۳۰)

فقیر کا اٹھنا بیٹھنا ہر عمل روح قران کی مطابقت میں ہوتا ہے اس لئے ایسے فقیروں کی شان دارا اور سکندر جیسے شہنشاہوں سے بلند تر ہے

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جسکی فقیری میں بُوئے اَسَد اللّٰہی (24)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

اے طائرِ لاہُوتی! اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (25)

---

(22) علامہ اقبال،کلیات اقبال اردو،ص:۳۷۹
(23) علامہ اقبال،کلیات اقبال اردو،ص:۱۳۰
(24) علامہ اقبال،کلیات اقبال اردو،ص:۶۲
(25) علامہ اقبال،کلیات اقبال اردو،ص:۳۸۵

علامہ اقبال کے نزدیک فقیری یہ نہیں کہ دنیا کے امور سے دستبردار ہو کر عبادت میں مصروف ہو جاؤ۔ بلکہ فقیری یہ ہے کہ عین دنیا کے کام کاج میں مصروف رہتے ہوئے عبادت اور ملکی فرائض سے روگردانی نہ کرے اگر وہ شہنشاہ وقت بھی ہو تو بھی درویشی کو ہاتھ سے نہ جانے دے ۔اسی طرح اگر وہ فقیری میں اپنے اوقات بسر کر رہا ہے تو اس کی فقیری میں بھی بادشاہی جلال پایا جانا اصل فقر کی علامت ہے۔

کافر ہے مسلماں ، تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی(26)

فقر اور بادشاہی میں فرق:

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ فقر اور اسلامی بادشاہی (خلافت) کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی بادشاہ ہے تو اس سے فقیرانہ زندگی بسر کرنے کی توقع کی جا سکتی ہے حضرت عمرؓ سربراہوں اور اہل فقر دونوں میں مثالی شان رکھتے ہیں۔ دوسری طرف ہزاروں مثالیں ایسی ہیں کہ فقراء اسلام اپنی فقیری میں ایسا مقام رکھتے تھے کہ بادشاہ وقت پر بھی لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ بادشاہ اپنے ظلم و تشدد یا سپاہ ولشکر کے ذریعے عوام کو اپنے زیر نگیں کر لیتے ہیں اور ملکوں کو زیر وزبر کر دیتے ہیں جبکہ فقیر تسخیر خلق کا کام اپنی نگاہوں سے لیتا ہے۔ جب بھی اس کی نگاہ اٹھتی ہے تو لوگوں کے دل بدل جاتے ہیں اور وہ لوگ اپنے دل سے اس کی ایسی عزت کرتے ہیں جو بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی حاصل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کئی ممالک سلطنت اسلامیہ میں اس لئے شامل ہوئے کہ ان فقراء نے وہاں جا کر کچھ عرصہ کے لئے قیام کیا اور اپنے کردار سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی ، وہ نگہ کی تیغ بازی(27)

علامہ اقبال نے فرمایا فقر کی تکمیل اس وقت ہو سکتی ہے جب وہ دلیل خسروی (شہنشاہی) کا مقام حاصل کر لے یعنی شہنشاہی اسکے قدموں میں چلی جائے۔ عرب کے مسلمانوں نے اس بات کا اہتمام کیا تھا کہ انہوں نے خلق عظیم اور صدق و یقین سے دنیا کو فتح کیا ۔علامہ فرماتے ہیں کہ اہل دل کی سلطنت فقر سے قائم ہوتی ہے شاہی سے نہیں۔

---

(26) علامہ اقبال،کلیات اقبال اردو،ص:۳۷۰

(27) علامہ اقبال،کلیات اقبال اردو،ص:۳۵۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ے آہ وہ مردان حق! وہ عربی شہسوار
"حاملِ خلقِ عظیم" صاحب صدق و یقیں
جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمزِ غریب
سلطنتِ اہلِ دِل فقر ہے، شاہی نہیں (28)

علامہ اقبالؒ نے فقر و شاہی کی اصل ایک ہونے کی ایک اور دلیل پیش کی ہے۔ کہ جس طرح بادشاہی مملکت ضروری ہوتی ہے اسی طرح فقر کو بھی ایک سلطنت درکار ہوتی ہے۔ دوسری مماثلت یہ ہے کہ بادشاہوں کو ملک میں بغاوت کا خطرہ رہتا ہے تو فقیر کو اپنے نفس کی سرکشی کا خیال رہتا ہے کیوں کہ اگر وہ آرزؤں کے سمندر میں بہہ جائے تو اس پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی ملک کے بادشاہ احکام خداوندی سے باغی ہو جائیں تو ان پر چنگیز اور ہلاکو خان جیسے سخت گیر بادشاہ مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔

ے گو فقر بھی رکھتا ہے اندازِ ملوکانہ
نا پختہ ہے پرویزی بے سلطنتِ پرویز
اب حجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دل شیراں ہو جس فقر کی دستاویز
اے حلقہ درویشاں! وہ مردِ خدا کیسا
ہو جس کے گریباں میں ہنگامہ رستاخیز
کرتی ہے ملوکیّت آثارِ جُنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز (29)

قیصر و کسریٰ کا تشدد اور فقر حیدرؓ و بوذرؓ:

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ آج کے مسلمانوں کو تلوار (یعنی جہاد کی افادیت) کا علم نہیں جہاد بالسیف کے علاوہ مسلمان بزرگوں نے فقر کی تلوار بھی چلائی ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں کو فتح کیا ہے ایسے فقراء نے قیصر و کسریٰ کے ظلم و تشدد اور امارات کو بھی مٹا دیا۔

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگر دار
ہے فکر مجھے مصرع ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا
فقر کی تلوار

[28] علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۴۲۵

[29] علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۶۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن

یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدرؓ کرار(30)

علامہ اقبال فرماتے ہیں تو اس حقیقت سے بھی بے خبر نہ ہو گا کہ ایران و روم کے قیصر و کسریٰ کی ہیبت و سطوت کو حضرت علی کی قوت و شجاعت اور ابوذر غفاری کے فقر اور درویشی کے علاوہ حضرت سلمان فارسی کی صداقت نے ہی تہہ وبالا کر کے رکھ دیا تھا۔

مٹایا قیصروکِسری کے استبداد کو جس نے

وہ کیا تھا ، زورِ حیدرؓ ، فقرِ بوذرؓ ، صدقِ سلمانیؓ(31)

علامہ اقبال بال جبریل میں فقر کی اسی شان میں اسی حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔ جس کا نقشہ اکابرین اسلام نے پیش کیا

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ

فقر ہے میروں کا میر ، فقر ہے شاہوں کا شاہ

علم فقیہ و حکیم ، فقر مسیح و کلیم

علم ہے جویائے راہ ، فقر ہے دانائے راہ

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغِ خودی

ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ(32)

فقر کی روح رواں عشق:

طریقت عشق خدا اور عشق رسول کے سوا کچھ نہیں اس میں ان دونوں سے شدید محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اشدُ حباللہ، اور محبت مرشد کو اس محبت کا وسیلہ بنایا جاتا ہے۔ مذہب عشق کے قوانین تمام مذہب سے الگ ہیں۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اوّلیں ہے عشق

عشق نہ ہو تو شرع ودیں بُت کدہ تصوّرات(33)

(30) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۵۳۹

(31) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۰۱

(32) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۴۰۱

(33) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۴۳۹

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

علامہ محمد اقبال کا اپنے فقر پر فخر:

علامہ محمد اقبال اپنے فقیر ہونے پر فخر کرتے تھے جسکا اندازہ آپکی شاعری سے ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی شاعری میں کبھی خود کو فقیر کہا اور کبھی ''خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری''۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسی فقر کے باعث میں صاحب بصیرت ہو گیا ہوں اور صاحب بصیرت ہونے کی وجہ سے غلط انداز فقر کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''موجودہ مدرسوں اور خانقاہوں کو دیکھ کر میں حیران اور غمزدہ ہو جاتا ہوں کہ ان میں نہ زندگی کی معرفت اور نہ رواداری و محبت کا درس اور نہ ہی باطنی محبت سکھائی جاتی ہے یہ ادارے حقیقی مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہیں ہیں۔''

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک
نہ زندگی ، نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ! (34)

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا پادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا(35)

میری درویشی اور بے نیازی کے چرچے حکمرانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مجھے ان کی مال و دولت کسی غرض اور کوئی دنیاوی لالچ نہیں ہے۔

مِرے کدو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب
نہ مدرسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے(36)

عصر حاضر کی خانقاہوں میں پہلے جیسا اثر باقی نہیں رہا اور یہاں مقیم درویش عشق حقیقی سے ناواقف ہیں۔ اور انہیں اس حقیقت سے آگاہ کرنے والا بھی کوئی نہیں۔

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب(37)

(34) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۷۸
(35) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۴۴
(36) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۹۵
(37) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۴۴۱

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

میرے اشعار میں جو زور ہے اس کے سبب نہ صرف یہ کہ اہل معرفت بلکہ عام لوگوں میں بھی زندگی کی لہر پیدا ہو گئی ہے۔ میں نے اپنے نغموں کے ذریعے ان میں وہ روح پھونک دی ہے جس نے انہیں جوشِ عمل سے سرشار کر دیا ہے۔

مری نوا سے ہوئے زندہ عارف و رومی
دیا ہے مَیں نے انہیں ذوقِ آتش آشامی
عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہِ سنجرؒ و فقرِ جنیدؒ و بسطامیؒ (38)

علامہ اپنے فقر کے متعلق فرماتے ہیں کہ میرا فقر ایسا ہے کہ جس سے مسلمانوں کی تعمیر نو ہوتی ہے لہذا میرا فقر سکندر کی سلطنت سے بہتر ہے۔

وہ کچھ اور شے ہے ، محبّت نہیں ہے
سِکھاتی ہے جو غزنوی کو ایازی
یہ جوہر اگر کارفرما نہیں ہے
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی
مرا فقر بہتر ہے اسکندری سے
یہ آدم گری ہے ، وہ آئینہ سازی (39)

علامہ نے درج ذیل اشعار میں مسلمانوں سے فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا زوال مال ودولت کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے جو قومیں مفلسی کے حال میں ہون اور وہ سخت محنت اور جانفشانی سے کام لیں تو کامیابی ان کے قدم چومتی ہے اور جو لوگ محنت سے جی چرائیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ مجھے بھی قلندری کا رتبہ محنت ہی کی بدولت نصیب ہوا۔

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے مَیسّر، تونگری سے نہیں!
اگر جواں ہوں مری قوم کے جُسور وغیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں!
سبب کچھ اور ہے ، تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!

(38) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۹۸

(39) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۵۷۶

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں!
مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر(40)

علامہ اقبالؒ کا قلندر:

"قلندر وہ شخص ہے جسکی خودی اس قدر بلند ہو گئی ہو کہ اپنے وجود اور تعلقاتِ دنیاوی سے بے تعلق ہو کر فنا فی اللہ ہو جائے"۔

اسلامی افکار میں فطری طور پر علامہ اقبالؒ کا رجحان قلندری کی طرف زیادہ جھکا ہوا تھا اور اقبال کا مرد مومن بھی قلندرانہ صفات کا حامل ہے۔ قومی اصلاح کے لئے آپ نے گری پڑی قوم کو قلندرانہ راہیں دکھانے کا ارادہ کیا۔ لیکن جب آپ نے مسلمانوں کی حالت پر غور کیا تو انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ قلندرانہ صفات کیا وہ تو مسلماں کہلانے کے بھی حقدار نہ تھے۔ علامہ اقبال نے خود قلندرانہ صفات کی طرف توجہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو فرمایا "کہ اگر کچھ نہیں کر سکتے تو میری قلندرانہ عادات اور صفات سے اطوار کو بدلو کیونکہ میرے بعد تمہیں ایسا کوئی مرد قلندر نہ ملے گا۔" آپ نے فرمایا کہ ان قلندرانہ عادات وصفات کو سیکھنے کے لئے اس کی صحبت ضروری ہے چنانچہ علامہ اقبال فرماتے ہیں "کہ میری مجلس میں آؤ اور دو گھونٹ لے لو میں اگرچہ سر نہیں منڈواتا لیکن قلندری نہیں جانتا ہوں

؎میرا سبو چہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو(41)

خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری:

"علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ترقی کی راہ پر اس لئے نہیں چل سکتے کہ وہ دولت سے محروم ہیں حالانکہ وہ اس لئے محروم ہیں کہ ان میں محنت، لگن، علم اور ذوق وشوق کا فقدان ہے۔ آپ نے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنی شاعری کو دولت کے لئے داؤ پر نہیں لگایا بلکہ میں اس سے مسلمانوں کی اصلاح کا سامان کر رہا ہوں۔ آپؒ کو حکومت ہند نے گورنر کا عہدہ پیش کیا۔ آپؒ نے انکار کیا آپ کو نواب حیدر نے قیمتی توشہ عطا کیا کہ آپ میں قلندرانہ اور ملوکانہ صفات ہیں آپ نے وہ بھی قبول نہ کیا۔ آپ نے قومی اصلاحات پر نہایت دلسوزی سے کام کیا۔ جسکے باعث آپ کو شاعر مشرق کہا گیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ ان کا سروری سے قطعاً لگاؤ نہیں ہے بلکہ ان کے کلام میں جو اثرات پائے جاتے ہیں وہ قلندری صفات کے باعث ہیں۔

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسّر تونگری سے نہیں!

---

(40) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۵۳۲

(41) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۵۲

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہُوا ہے، تونگری سے نہیں!(42)

یہ بھی درست ہے کہ ہر شخص کو دوسروں پر فوقیت اور سرداری کے حصول کی خواہش ہوتی ہے لیکن ایسی سرداری بے معنی شے ہے جو انسان میں خودی کی موت کا سبب بنے۔ مراد یہ ہے کہ خودی کا وجود ہی سرداری کے لیے مناسب ہوتا ہے۔

کسے نہیں ہے تمنائے سروری لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے
خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مرا کیا ہے، شاعری کیا ہے!(43)

کئے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے:

علامہ اقبالؒ نے بال جبریل میں لوگوں پر رموزِ قلندری ظاہر کئے تاکہ فکر مدرسہ اور خانقاہ (غلط رسوم سے) آزاد ہو جائیں۔ ہندوؤں میں برہمن اپنے آپ کو اونچا اور دوسری ذاتوں کو کمینہ سمجھتے۔ انہوں نے ان کے خلاف بھوک ہڑتالیں کیں لیکن طاقت نہ ہونے کی وجہ سے برہمن پر کوئی اثر نہ ہوا اسی طرح موسیٰؑ کو پیغمبری کی قوت کے ساتھ عصا کی طاقت بھی دی جسکے باعث فرعون پر غلبہ حاصل ہوا یہ تمام باتیں رموز قلندری کو واضح کرتی ہیں علامہ اقبالؒ کا رتبہ بلاشبہ قلندر سے کم نہ تھا اور آپؒ نے مسلمانوں کو رموزِ قلندری سکھائے۔

نہ فلسفی سے، نہ مُلّا سے ہے غرض مجھ کو
یہ دل کی موت! وہ اندیشہ و نظر کا فساد!
فقیہِ شہر کی تحقیر! کیا مجال مری
مگر یہ بات کہ میں ڈھونڈتا ہوں دل کی کشاد!
کئے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے
کہ فکرِ مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد!
رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طِلسم

(42) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۵۲
(43) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۷۹

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

عصانہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد (44)

علامہ اقبال فرماتے کہ تیری حیات میں چنگاری کی مانند بھی حرارت ہے تو بھوک وافلاس کا دھیان ترک کر دے، کیونکہ قوت حیدری کا مدار جو کی روٹی پر تھا۔

دمِ زندگی ، رمِ زندگی ،غمِ زندگی ، سَمِ زندگی
غمِ رَم نہ کر ،سَمِ غم نہ کر ، کہ یہی ہے شانِ قلندری!
تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوّتِ حیدری! (45)
اقبال(۱۹۹۰ء،ص.۲۸۰)

علامہ اقبالؒ کے سینے میں نہ جانے کتنے ہی اسرار پوشیدہ تھے جو انہوں نے قوم کے فائدے کے لئے کہہ ڈالے اور کتنے ہی ایسے ہوں گے جو آپؒ بیان نہ کر سکے ان اسرار کو جو آپؒ نے قرآن وحدیث اور بزرگوں کی وساطت سے سنے فاش کرنے کی کوشش کی۔اور اس بات کا اعتراف درجذیل شعر میں ہے۔

قلندر کی پہچان علامہ اقبالؒ کی نگاہ میں:

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ قلندر کا کام یہ ہے کہ وہ صبر و استقامت سے کام لے اور ملک کے حکمرانوں پر نظر رکھے کہ وہ منافقت سے کام نہ لیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح صبر و استقامت سے کام لیتے ہوئے نمرود کی خدائی سے ٹکرا جائے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق (46)

قلندر کی پہچان کے متعلق علامہ اقبالؒ ضرب کلیم میں فرماتے ہیں:

کہتا ہے زمانے سے یہ درویشِ جوانمرد
جاتا ہے جدھر بندۂ حق تو بھی ادھر جا!
ہنگامے ہیں میرے تری طاقت سے زیادہ
بچتا ہو اُبنگاہِ قلندر سے گزر جا! (47)

(44) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۹۶
(45) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۲۸۰
(46) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۶۹
(47) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۵۵۴

علامہ اقبالؒ ان اشعار میں قلندر کے مقام و مرتبہ کو بیان فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں قلندر چونکہ بندۂ حق ہے اسلئے ہر شے اسکے تابع فرماں ہے اور وہ جس چیز پر چاہے اپنا حکم چلاتا ہے قلندر کا حکم زمانے پر بھی چلتا ہے اور وہ زمانے کی سواری نہیں بنتا بلکہ زمانے پر سواری کرتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ قلندر اپنی ناکارہ قوم کو تربیت دیتا ہے اور جانتا ہے کہ اس خاک میں ایسی چنگاریاں ہیں جس سے طلب اور جستجو کی آگ بھڑک اٹھتی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو کسی قیمت پر بھی بک نہیں سکتے ان کا وجود مال و دولت کے بتوں کے طواف سے آزاد ہے۔

وہی ہے بندہ حُر جسکی ضَرب ہے کاری
نہ وہ کہ حَرب ہے جسکی تمام عیّاری
ازل سے فطرتِ احرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قباپوشی و کلہ داری (48)

اک مردِ قلندر نے کیا رازِ خودی فاش:

کسی بھی قوم میں جب اخلاقی برائیاں یا کمزوریاں ہوتی ہیں تو وہ مرد قلندر کی نگاہ سے چھپی نہیں رہتیں وہ ان کو دور کرنے کے لئے اپنی قوم کے نوجوانوں سے مخاطب ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ جو لوگ غیر خدا کے آگے جھکتے ہیں وہ اپنا ضمیر بھی بیچ دیتے ہیں۔ خودی کے استحکام کے لئے وہ جوانوں پر تمام راز فاش کرتا ہے۔ وہ قرآن و حدیث کے ذریعے ان کا ازالہ کرتا ہے اور مرنے کے بعد قبر میں بھی اسکی رہنمائی اور اسکے لئے دعائیں کرتا رہتا ہے۔ نقشبندی (۲۰۱۵، ص. ۲۸۰)

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جَلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے
مردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لکّھا نہ گیا خونِ جگر سے (49)

قلندر اپنی قوم کے نوجوانوں یہ سبق دیتا ہے کہ بندگی اور خدائی میں فرق کا علاج یہ ہے کہ انسان خدا کا بندہ بن کر زندگی گزارے مسلمانوں کو یہ بات ذہن نشیں رکھنی چاہیے کہ جب تک وہ لا الہ کے وارث رہے تمام دنیا کی قوموں پر لرزہ طاری رہتا تھا لہذا اپنی گفتار دلبرانہ اور کردار قاہرانہ رکھو جب سے مسلمانوں میں سے قلندری کا جذبہ ختم ہوا تب سے آج تک ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

یہ بندگی خدائی ، وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن ، یا بندۂ زمانہ!
اے لاالہ کے وارث! باقی نہیں ہے تجھ میں

(48) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص: ۵۵۶

(49) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص: ۵۵۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

گفتارِ دلبرانہ ، کردارِ قاہرانہ!
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے!
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ (50)

قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال:

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جب تک مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے رہے عروج پر رہے۔ان کی زندگی میں کمال صدق ومروت تھی اللہ تعالیٰ بھی ایسی قوموں کی خطائیں معاف فرماتا ہے۔یہ وہ قوم تھی کہ انکی قلندرانہ ادائیں اور سکندرانہ جلال تھا اور یہ امت ان کے سروں پر ننگی تلوار کی طرح لٹکتی تھی۔

یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا نشاں
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروّت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں ، سکندرانہ جلال
یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں (51)
اقبال(۱۹۹۰ء،ص:۶۴۷)

افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمان مذکورہ بالا تدبیروں پر غور کرنے کی بجائے اہل مغرب کی عیاشی کی غلام بن چکی ہیں اور اس زمانے کے قلندروں کی آنکھ یہ حالت دیکھ کر خون کے آنسو روتی ہے۔اہل مغرب مسلمانوں کو حکومتی معاملات میں اپنے ساتھ شامل نہیں کرتے بلکہ چند ٹکوں کے عوض مسلمانوں کی دماغی صلاحیتوں کو خرید لیتے ہیں اور بیچارہ مسلمان مار کھاتا رہتا ہے۔

ہوا ہے بندۂ مومن فسونیِ افرنگ
اسی سبب سے قلندر کی آنکھ ہے نم ناک
شریکِ حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے
خریدتے ہیں فقط ان کا جوہرِ ادراک!(52)

خلاصہ بحث

علامہ اقبال کے مطابق حقیقی تصوف وہ ہے جو انسان کی شخصیت کو اخلاقی، روحانی اور علمی اعتبار سے بلند کرے۔ ان کے نظریہ میں عشق حقیقی اور خودی کے تصورات مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، جو انسان کو نہ صرف اپنے نفس سے متحرک کرتے ہیں بلکہ سماج میں عملی

(50) علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۳۸۴
(51) علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۶۴۷
(52) علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۶۵۰

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اثر بھی پیدا کرتے ہیں۔ اقبال کے تصوف میں عملی زندگی اور روحانی ترقی کا متوازن امتزاج موجود ہے، جو انسان کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر ترقی دیتا ہے۔ یہ تحقیق اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اقبال کا فلسفۂ تصوف جدید مسلم معاشروں کے لیے ایک زندہ اور موثر رہنما اصول فراہم کرتا ہے، اور یہ تصوف جمود یا سطحی روحانیت سے بالاتر ہو کر عملی، فکری اور اخلاقی اصلاح کا وسیلہ ہے۔

تجاویز و سفارشات:

* **تعلیمی نصاب میں شامل کریں:** مدارس اور جامعات میں تصوف اور اقبال کے فلسفۂ خودی پر دروس کو نصاب میں شامل کیا جائے۔
* **عوامی آگاہی پروگرامز:** نوجوانوں کے لیے ورکشاپس اور سیمینارز منعقد کیے جائیں تاکہ تصوف کی عملی اہمیت اجاگر ہو۔
* **ادبی و فلسفی مطالعہ:** اقبال کے شعری اور فلسفی تصورات کا ادبی و فکری مطالعہ عام زبان میں پیش کیا جائے۔
* **روحانی تربیت کے مراکز:** کالجز اور یونیورسٹیوں میں تصوف پر مبنی تربیتی پروگرامز اور ریٹریٹس شروع کیے جائیں۔
* **جدید مسائل کے ساتھ مطابقت:** تصوف کی تعلیمات کو موجودہ سماجی و اخلاقی چیلنجز کے تناظر میں عملی بنایا جائے۔
* **تحقیقی مطالعہ و اشاعت:** اقبال کے تصوف پر مزید تحقیق اور تنقیدی کام کیا جائے، اور اسے عالمی سطح پر متعارف کرایا جائے۔